مشق

۱۔ کلام میں اعداد کا ذکر کرنا، خواہ ترتیب سے ہوں یا بے ترتیب ہوں ،صفت الاعداد کہلاتا ہے۔ جیسے:

آ کے پتھر تو مرے صحن میں دو چار گرے
جتنے اس پیڑ کے پھل تھے پسِ دیوار گرے

سیاقۃ الاعداد کی مزید تین مثالیں لکھیں۔

۲۔ درج ذیل الفاظ کے مترادف لکھیں۔
پیڑ، تیرگی، ہمسایہ، بلندی، اُجالا۔

۳۔ اس غزل کے اُس شعر کی نشان دہی کریں، جس میں صنعتِ تضاد کا استعمال ہے۔

۴۔ دی گئی غزل کے مطابق درج ذیل سوالوں کے جواب لکھیں:

ا۔ "صحن میں پتھر گرنے" سے کیا مراد ہے؟
ب۔ شاعر کے دل میں کون تیرگی چھوڑ گئے؟
ج۔ شاعر کیوں لرز جاتا ہے؟
د۔ وقت کی ڈور ٹوٹنے سے کیا مراد ہے؟
ہ۔ شاعر نے بلندی کی طرف دیکھنے سے کیوں منع ہے؟

احمد فراز

ولادت: ۱۹۳۳ء   وفات: ۲۰۰۸ء

سید احمد شاہ احمد فراز کوہاٹ میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام سید محمد شاہ برقؔ تھا جو خود بھی بہت اچھے شاعر تھے۔ اس لحاظ سے فراز نے ایک ادبی ماحول میں آنکھ کھولی۔ احمد فرازؔ نے ایڈورڈز کالج پشاور سے بی۔اے کا امتحان پاس کیا اور پھر پشاور یونیورسٹی سے اردو اور فارسی میں ایم۔اے کیا اور کچھ عرصے اسی یونیورسٹی میں درس و تدریس سے وابستہ رہے۔ اس کے علاوہ اکادمی ادبیات کے ڈائریکٹر اور نیشنل بک فاؤنڈیشن کے سربراہ بھی رہے۔ احمد فرازؔ آزادیٔ اظہار کے قائل تھے، اسی وجہ سے انھیں فوجی حکومتوں میں شدید تکالیف کا سامنا بھی کرنا پڑا لیکن انھوں نے کبھی اپنے اُصولوں پر سمجھوتہ نہ کیا۔ یہاں تک کہ ۲۰۰۴ء میں ملنے والا اعزاز "ہلالِ امتیاز" انھوں نے اس بنا پر واپس کردیا کہ حکومت انسانی حقوق کی کھلم کھلا خلاف ورزی کر رہی تھی۔ اسی طرح کوہاٹ میں موجود پبلک لائبریری کو پلازے میں تبدیل کرنے پر وہ اس قدر دل برداشتہ تھے کہ انھوں نے وصیت کی کہ مجھے مرنے کے بعد کوہاٹ میں دفن نہ کیا جائے۔

احمد فرازؔ کی شاعری کو جتنا قبولِ عام حاصل ہُوا، شاید ہی کسی اور کو حاصل ہوا ہوگا۔ سہلِ ممتنع میں شعر کہنا اور پھر اُسے عوام و خواص کے ذہن میں مرتسم کرنا احمد فراز کے لیے بے حد آسان کام تھا۔ ان کے کلام میں شگفتگی کے ساتھ ساتھ قدرے تفکر بھی پایا جاتا ہے۔ سماجی ناانصافیوں پر احتجاج تقریباً ہر شاعر کا موضوع رہا ہے لیکن احمد فراز کے ہاں یہ رنگ سب سے جدا ہے۔ ان کی شاعری کے تیرہ مجموعے شائع ہوچکے ہیں۔

مجموعہ ہائے کلام: تنہا تنہا، دردِ آشوب، نایافت، شب خون، میرے خواب ریزہ ریزہ، جاناں جاناں، بے آواز گلی کوچوں میں، نابینا شہر میں آئینہ، سب آوازیں میری ہیں، پس اندازِ موسم، خوابِ گل پریشاں ہے، غزل بہانہ کروں، اے عشقِ جنوں پیشہ۔

احمد فرازؔ

غزل

لب کشا لوگ ہیں ، سرکار کو کیا بولنا ہے
اب لہو بولے گا تلوار کو کیا بولنا ہے

بکنے والوں میں جہاں ، ایک سے ایک آگے ہو
ایسے میلے میں ، خریدار کو کیا بولنا ہے

لو چلے آئے عدالت میں گواہی دینے
مجھ کو معلوم ہے ، کس یار نے، کیا بولنا ہے

اور کچھ دیر رہے گوش بر آواز ہوا
پھر چراغ سرِ دیوار کو کیا بولنا ہے

مجھ سے کیا پوچھتے ہو ، آخری خواہش میری
اک گنہگار سرِ دار ، کو کیا بولنا ہے

خلقتِ شہر تھی چپ ، شاہ کے فرمان کے بعد
اب کسی واقفِ اسرار کو کیا بولنا ہے

وہی جانے پسِ پردہ ، جو تماشا گر ہے
کب، کہاں، کون سے کردار کو کیا بولنا ہے

جہاں دربار ہوں شاہوں کے ، مصاحب ہوں فرازؔ
وہاں غالب کے ، طرف دار کو کیا بولنا ہے

(اے عشق جنوں پیشہ)

مشق

۱۔ دی گئی غزل کے مطابق درج ذیل سوالات کے جوابات لکھیں:

ا۔ ”اب لہو بولے گا“ سے کیا مراد ہے؟

ب۔ ہوا کے گوش برآواز سے کیا مراد لی گئی ہے؟

ج۔ خلقت شہر کیوں چپ تھی؟

د۔ شاعر نے آخری خواہش کیوں نہ بتائی؟

۲۔ اس غزل کی ردیف لکھیں۔

۳۔ اس غزل کے قوافی لکھیں۔

۴۔ بکنے والوں میں جہاں ایک سے ایک آگے ہو
ایسے میلے میں خریدار کو کیا بولنا ہے

کلام میں کسی چیز کا ذکر کرنا اور پھر اُس کی مناسبت سے دوسری چیزیں لانا بشرطیکہ یہ چیزیں متضاد نہ ہوں مراعاۃ النظیر کہلاتا ہے۔جیسے مندرجہ بالا شعر میں بکنے کی مناسبت سے میلے اور خریدار کا ذکر کیا گیا ہے۔کم از کم تین ایسے اشعار لکھیں جن میں صنعتِ مراعاۃ النظیر کا استعمال ہو۔

۵۔ درج ذیل شعر کی تشریح کریں:

جہاں دربار ہوں شاہوں کے مصاحب ہوں فرازؔ
وہاں غالبؔ کے طرف دار کو کیا بولنا ہے